اخبار

● — ۲۷ جنوری ۱۹۶۴ء

علوم اسلامی کی مشہور شخصیت ڈاکٹر بدیع الزماں فروزاں فر ادارے میں تشریف لائے۔ آپ ایران کے "دانشکدۂ علوم معقول و منقول" کے سربراہ ہیں، جو تہران یونیورسٹی سے وابستہ ہے آپ کی معیت میں ڈاکٹر زرین کوب بھی تھے، جو اسی دانشکدہ میں کام کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر فروزاں فر نے مولانائے روم پر خصوصی کام کیا ہے اور علمی حلقوں میں ان کا نام بہت متعارف ہے

آپ نے اپنے ادارے کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ "آج سے تیس سال پہلے اعلیٰحضرت رضا شاہ پہلوی شہنشاہِ ایران نے علومِ اسلامی کے مسئلے پر غور فرمایا اور خصوصی توجہ دی کہ ان علوم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے، چنانچہ ان علوم کی اصلاح کے لئے اور جدید مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اس دانشکدہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اسلام کو اپنے ادوارِ حیات میں کئی مرتبہ نئے مسائل سے دوچار ہونا پڑا جو جدید تمدن کے تقاضوں سے پیدا ہوتے تھے۔ چنانچہ ابتدائی دور میں تمدنی طور پر مسلمانوں کو فلسفۂ یونان کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اس سے خود عقائد کی دنیا متاثر ہوئی اور نئے نئے پیچیدہ سے پیچیدہ

سوالات اٹھے۔ اسلام نے اس کے لئے علم کلام پیش کیا اور متکلمین نے ان سوالات کا جواب دیا۔ اس کے ساتھ معاملات، روابط خانگی، امور کلی و شخصی اور معاشرتی غرض ہر شعبۂ حیات نئے مسائل سے متصادم تھا۔ قدیم طرز محدثین کا طرز تھا۔ وہ جدید مسائل کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ متکلمین کے دوش بدوش ایک اور گروہِ علما اٹھا، جس نے قیاس اور اجتہاد کی بنیادیں تعمیر کیں۔ یہ فقہا تھے جن کے سرخیل امام جعفر صادقؒ اور امام ابوحنیفہ رح تھے۔ انہوں نے اصول فقہ کی تاسیس کی اور احوالِ تمدن کو سامنے رکھتے ہوئے ان کا حل تجویز کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آج بھی بدلتے ہوئے تمدن کے ساتھ اسلام نئے مسائل سے دوچار ہے۔ قدیم علوم کے ذریعہ ہم ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ جدید علوم کی بنیادیں ماضی سے بہت زیادہ گہری ہیں۔ اس لئے ہمیں قدیم علوم کے ساتھ ساتھ جدید علوم سے بھی استفادہ کرنا ہوگا۔ اگر اسلام ہر دور کے مسائل کے لئے طریقِ کار پیش نہیں کرتا تو ختم نبوت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے"۔

۴ر فروری ۱۹۶۴

ڈاکٹر زکی ولیدی طوغان اورنٹیل کانفرنس سے واپسی پر پاکستان سے گذرے تو ادارے میں تشریف لائے۔ پچھلے شمارے میں موصوف کا تفصیلی تعارف پیش کیا جا چکا ہے۔ آپ استنبول یونیورسٹی سے ملحق ادارہ "اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کے ڈائرکٹر ہیں۔ ایک مؤرخ کی حیثیت سے دنیا میں آپ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ ترکستان کی تاریخ آپ کا خصوصی موضوع ہے۔

آپ نے مرکزی ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی کے کاموں میں بہت دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ اس کے اغراض و مقاصد اور طریقۂ کار پر دیر تک تبادلۂ خیال فرماتے رہے۔ آپ نے خواہش ظاہر کی کہ ترکی کے ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی اور پاکستان کے اس ادارے کے مابین قریبی روابط قائم ہو جائیں۔ آپ نے بالکل درست فرمایا کہ تمام اسلامی ممالک کے دینی مسائل یکساں ہیں۔ ان میں باہمی تعاون و اتحاد کے زیادہ سے زیادہ قریبی رشتوں کا قائم ہونا انتہائی ضروری ہے۔ اور یہ کام علمی تحقیقاتی ادارے ہی بخوبی سرانجام دے سکتے ہیں۔